فسانہ عجائب مرتبہ رشید حسن خان ......ایک جائزہ

ثمینہ افتخار، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Rasheed Hassan Khan has been a scholistic researcher, critic and compiler. His this compiled book present a comprehensively critical and comparative analysis of all five additions of Fasana-e-Ajayib. This dissertation is on all embracing analysis of Rasheed Hassan Khan as a compiler and endeavours to circumscribe his magnificient epistemic achievements.

رشید حسن خان متنی تنقید کے فن کے ماہر ہیں۔ انھوں نے اس فن کے مختلف پہلوؤں پر خاصی تعداد میں مضامین لکھے ہیں جو کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ خان صاحب نے کئی کلاسیکی متون مرتب کیئے ہیں۔ لیکن اس میدان میں ان کا معرکہ آرا پہلا کارنامہ ''فسانہ عجائب'' کا وہ تنقیدی ایڈیشن ہے جسے ۱۹۹۰ء میں انجمن ترقی ادب (ہند) نے شائع کیا تھا۔ انھوں نے اس کا متن نہایت سائنٹفک انداز میں مرتب کیا ہے۔ اس میں متنی تنقید کے طریقہ کار کے تمام اصولوں اور ضابطوں کی پابندی کی گئی ہے۔ حواشی میں متن سے متعلق تشریحی اور لسانی پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ اشخاص اور مقامات پر وضاحتی نوٹ لکھے ہیں۔ بھرپور مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں متن کے تنقیدی ایڈیشن کے سلسلے میں اپنے طریقہ کار کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ اس ضمن میں گیان چند جین لکھتے ہیں:

> ''تدوین کے اعتبار سے ''فسانہ عجائب'' کا انتخاب کرنا ایک ہفت خواں کا سامنا کرنا ہے۔ ایک تو اس کی مشکل زبان، پھر مختلف ایڈیشنوں میں مصنف کی ترمیم اور اضافے۔ رشید حسن خان سے پہلے کئی محققوں نے اس کتاب کی ترتیب کی لیکن جب انھوں نے کی تو معلوم ہوا کہ اس کی ترتیب کیسے کی جانی چاہیے تھی۔ چند صفحات میں اس کے محاسن کا احاطہ مشکل ہے۔ بہتر ہے کہ قاری خود اس کی ورق گردانی کر کے گل چینی کرے۔ اس کی ابتدا میں ۱۱۴ صفحات کا مقدمہ ہے۔ پھر صحیح ترین متن، اس کے بعد تقریباً ڈھائی سو صفحوں پر ضمیمے، فرہنگ اور اشاریہ
> ...... میں نہیں جانتا کہ مقدمہ، متن اور تعلیقات میں کس حصے کو زیادہ عالمانہ قرار دوں۔''[۱]

رجب علی بیگ سرور کی زندگی میں اور ان کے بعد آج تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن رشید حسن خان نے جو پانچ نسخے ''فسانہ عجائب'' کی تدوین کے لیے منتخب کیے وہ درج ذیل ہیں:

i) اشاعتِ اوّل: اس کے لیے انھوں نے جو حرف مخفف کے طور پر استعمال کیا ہے وہ ''ح'' ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ۱۲۵۹ء میں یہ پہلی مرتبہ میر حسن رضوی کے مطبع حسنی میں چھپی تھی۔ اس حوالے سے حسنی یا حسن رضوی سے ''ح'' کی وجہ تسمیہ سمجھ میں آتی ہے۔

ii) مطبع حسنی سے دوسری بار اشاعت ۱۲۶۳ھ میں ہوئی۔ اس نسخے کو رشید حسن خان ''نسخہ ض'' کا نام دیتے ہیں۔ اس نام میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔ اس طرح پڑھنے والے اور تقابلی مطالعے کا جائزہ لینے والے کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ ان نسخوں کے نام اور مخففات کو ذہن میں رکھے۔ اس دوسری اشاعت کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سرور کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے۔ اس کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ بعد کے ایڈیشن اس نسخے پر مبنی تھے۔ املا کی خصوصیات وہی ہیں جو ''نسخہ ح'' میں موجود تھیں۔

iii) تیسرا نسخہ ''ک'' ہے جو ۱۲۶۷ھ میں مطبع محمدی کانپور سے چھپا تھا۔ اس ''ک'' کا تلازمہ کانپور سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس نسخے میں رجب علی بیگ سرور نے بہت زیادہ ترامیم اور تبدیلیاں کی ہیں لیکن اس نسخے نے قبولِ عام نہیں پایا۔

iv) چوتھا نسخہ ۱۲۷۶ھ میں مولوی محمد یعقوب انصاری کی فرمائش پر انہی کے مطبع افضل سے شائع ہوا۔ سرور نے اس نسخے پر مکمل نظر ثانی کی ہے۔ رشید حسن خان نے اسے ''نسخہ ف'' کا نام دیا ہے شاید اس لیے کہ یہ فرمائش پر تیار کیا گیا ہے۔

v) سرور کا پانچواں اور آخری نظر ثانی کیا ہوا نسخہ وہ ہے جسے مولوی یعقوب انصاری نے ہی ۱۲۸۰ھ میں اپنے مطبع میں چھاپا تھا۔ اس نسخے کا نشان ''ل'' ہے۔

اس میں بعض ایسی عبارتوں کا اضافہ کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نسخے میں نہیں پائی جاتیں۔ بقول گیان چند جین:

> ''خان صاحب نے مطبوعہ نسخوں کے مخفف کے طور پر حرف علامات ح، م، ک وغیرہ کا استعمال کیا ہے۔ ان سے مرتب کو سہولت ہو جاتی ہے لیکن قاری کی الجھن کا سامان ہو جاتا ہے۔ اسے یاد نہیں رہتا کہ کون سا حرف کس نسخے کی علامت ہے۔ اگر ان کے بجائے لفظی مخففات مثلاً حسنی ۱، مصطفائی، حیدری، حسنی ۲، محمدی، افضل، نجم اور نول وغیرہ استعمال کرتے تو ذہن کو بھٹکنا نہ پڑتا۔''[۲]

رشید حسن خان نے ان پانچ نسخوں کے علاوہ اس نسخے کو بھی مدِنظر رکھا جو منشی نول کشور نے سرور سے حقوق اشاعت خریدنے کے بعد ۱۲۸۳ھ میں بہت اہتمام کے ساتھ چھاپا تھا۔ اس نسخے کا نشان ''ن'' ہے۔ اس نسخے کے بارے میں رشید حسن خان نے اس غلط فہمی کو بھی دور کیا ہے کہ یہ رجب علی بیگ سرور کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے۔

رشید حسن خان نے درج بالا پانچ نسخوں میں سے مولوی یعقوب انصاری کے مطبع سے شائع ہونے والے نسخہ ''ل'' کو بنیاد بنا کر متن میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھا ہے۔ ''نسخہ ل'' کو بنیاد بنانے کی وجہ رشید حسن خان کے

نزدیک یہ ہے کہ یہ رجب علی بیگ سرور کا آخری نظرثانی شدہ نسخہ ہے۔

۱۔ ہائے مخلوط اور ملفوظ میں کتابت کے امتیاز کو ملحوظ رکھا ہے۔

۲۔ یائے معروف اور مجہول کی کتابت میں تفریق کو ملحوظ رکھا ہے۔

۳۔ متشدد حروف پر تشدید پابندی کے ساتھ لگائی ہے۔

۴۔ پیرا گراف بنائے ہیں۔

۵۔ اعراب بالحروف کی پرانی روش کے مطابق لگائے گئے ہیں۔ واو کو نکال دیا گیا ہے اور اس کی جگہ الف پر پیش لگایا گیا ہے۔

۶۔ علامات، نشانات اور رموزِ اوقاف کو شامل عبارت کیا گیا ہے۔ انھوں نے مقدمے میں بڑے بریکٹ [ ] کا بھی استعمال کیا ہے۔

۷۔ اس دور کا اندازِ کتابت یہ تھا کہ جو لفظ ہائے مخلوط ختم ہوتے تھے ان کے آخر میں ایک زائد ''ہ'' بھی لکھی جاتی تھی جیسے ہاتھ۔ ہاتھہ۔ ایسے الفاظ کے آخر سے اس زائدہ ''ہ'' کو نکال دیا ہے۔

۸۔ اسمائے معرفہ کے اوپر خط کھینچا ہے تاکہ وہ نمایاں ہو سکیں۔

رشید حسن خان صرف محقق اور مدون ہی نہیں ہیں بلکہ اُردو املا اور قواعد کے ماہر بھی ہیں۔ ان کا بیان ان کے عام اسلوبِ نگارش کے مطابق معلوماتی اور دل آویز ہے وہ رجب علی بیگ سرور کی مدلل مداحی کو اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی تخلیق کے حسن و قبح دونوں کو بیان کرتے ہیں:

> ''فسانہ عجائب کی نثر میں بہت سے مقامات پر کچا پن محسوس ہوتا ہے اور لفظی رعایتوں کی غیر ضروری پابندی نے بے ڈھنگا پن بھی پیدا کیا ہے............ اس میں ان کی کم مشقی کا دخل کچھ زیادہ معلوم ہوتا ہے............ متعدد مقامات پر بیانات میں ایسا بھدا پن ہے کہ اسے بے اختیار پھوہڑ پن کہنے کو جی چاہتا ہے۔''[۳]

فسانہ عجائب مرتبہ رشید حسن خان کا مقدمہ ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں انھوں نے تدوین کے اصولوں کی بھی وضاحت کی ہے۔ متن کو صفحہ نمبر ۱ سے شروع کیا گیا ہے۔ متن کے بعد سات ضمیمے متن کی وضاحت کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔

i) پہلے ضمیمہ ''نثر ہائے خاتمہ کتاب'' میں وہ سب عبارتیں درج کر دی گئی ہیں جو سرور نے مختلف ایڈیشنوں کے آخر میں لکھی ہیں۔ ان عبارتوں سے ''فسانہ عجائب'' کی تصنیف اور اشاعت کی تاریخ مرتب ہوئی ہے۔

ii) دوسرا ضمیمہ ''تشریحات'' کا ہے۔ ''فسانہ عجائب'' کے بہت سے الفاظ اور فقروں کو کئی طرح سے پڑھا جا سکتا ہے۔ رشید حسن خان نے اُن مختلف قراتوں کی وضاحت کے ساتھ اپنی ترجیحی قرات کا جواز پیش کیا ہے۔ بہت سے الفاظ کے تلفظ و املا اور تذکیر و تانیث کے تعین میں بحث طلب امور پر روشنی ڈالی ہے۔

iii) تیسرا ضمیمہ ''انتساب شعر'' ہے۔ اس میں رشید حسن خان نے ان اشعار کی تحقیق کی ہے جو سرور نے ''فسانہ

عجائب'' میں جا بجا درج کیئے ہیں۔ ان اشعار کے اندراج کے ساتھ سرور نے شاعر کا حوالہ کہیں دیا ہے، کہیں نہیں دیا اور کہیں غلط دیا ہے۔ بعض اشعار میں ضرورتاً اور بعض میں سہواً کچھ تبدیلی کر دی ہے۔ رشید حسن خان نے اس ضمیمے میں نامکمل اشعار اور مصرعوں کو نہ صرف مکمل کیا ہے بلکہ ان کا حوالہ اور ص نمبر بھی درج کیا ہے۔ اگر اشعار یا مصرعوں کی صورت اپنے اصل سے مختلف ہے تو اس اختلاف کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ بات رشید حسن خان کی دیدہ ریزی، عمیق مطالعہ اور ذوقِ شعر کی آئینہ دار ہے۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی رقمطراز ہیں:

> ''فسانہ عجائب کو موجودہ شکل میں شائع کر کے مرتب اور ناشر دونوں نے اپنے کمالات کی روایت میں ایک وقیع اضافہ کیا ہے۔''[۴]

iv) چوتھا ضمیمہ ''اشخاص، مقامات، عمارتیں'' ہے۔ اس میں ہر ایک سے متعلق معلومات درج ہیں۔ یعنی دیباچہ کتاب میں جو اسمائے خاص آئے ہیں۔ ان کے متعلق معلومات فراہم کرنا بہت ضروری تھا۔ رشید حسن خان نے حسبِ توقع یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ اس ضمیمہ میں ایک خامی ہے کہ محض اشخاص اور مقامات کے نام درج کیے گئے ہیں۔ متن کا صفحہ نمبر درج نہیں کیا گیا۔ مگر رشید حسن خان نے اس کا ازالہ آخر میں اشاریہ میں کر دیا ہے۔

v) پانچواں ضمیمہ ''تلفظ اور املا'' سے متعلق ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ خاص خاص الفاظ پر جو اعراب لگائے گئے ہیں یا جو املا اختیار کی گئی ہے اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے رشید حسن خان نے نہ صرف نسخوں کا اختلاف بتایا ہے بلکہ فرہنگوں اور لغات کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

vi) چھٹا ضمیمہ ''الفاظ اور طریقہ استعمال'' پر مشتمل ہے۔ اس ضمیمے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ علم ہو جائے کہ رجب علی بیگ سرور کے عہد میں الفاظ کا طریقہ استعمال کیا تھا۔

ڈاکٹر نیر مسعود لکھتے ہیں:

> ''پانچویں ضمیمے 'تلفظ اور املا' چھٹے ضمیمے 'الفاظ اور طریق استعمال' کا تعلق رشید حسن خان کے خاص اور پسندیدہ میدان سے ہے۔ ان ضمیموں کے تحت انھوں نے جو کچھ لکھا اس کے متعلق وہ بجا طور پر مستند ہے میرا فرمایا ہوا کہہ سکتے ہیں اور اگرچہ ان ضمیموں کا تعلق اصلاً ''فسانہ عجائب'' کے متن سے ہے لیکن ان کا فائدہ کلاسیکی اُردو نثر کے بہت سے دوسرے متون کو بھی پہنچے گا۔''[۵]

vii) ساتواں ''ضمیمہ اختلافِ نسخ'' کا ہے۔ یہ پچاسی صفحات پر مشتمل مکمل کام تھا مگر کتاب کی بڑھتی ہوئی ضخامت کے پیشِ نظر اس میں صرف چودہ صفحات شامل کیے گئے ہیں جن میں دیباچہ کتاب کے اختلافِ نسخ موجود ہیں اور متنِ کتاب کے اختلافات روک لیے گئے ہیں۔

ضمیموں کے بعد فرہنگ ہے۔ فرہنگ کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں عام الفاظ ہیں، دوسرے میں عربی

عبارتوں اور تیسرے میں فارسی اشعار اور فقروں کے معنی دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد مختصر اشاریہ ہے جو محض متن داستان پر حاوی ہے۔

بقول گیان چند جین:

> ''یہ ضمیمے اور فرہنگ معلومات کے ایسے ہشت گنج خسرو ہیں جن کے مشاہدے اور استقاضے میں عمر بسر کی جاسکتی ہے۔''۶

رشید حسن خان ایک کہنہ مشق مدون ہیں۔ انہوں نے نثری داستانوں ''فسانہ عجائب'' اور ''باغ و بہار'' کی تدوین کا جو کارنامہ انجام دیا ہے اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ .... کی تدوین کا مقصد پڑھنے والوں کے لیے اس کے مطالعے کو خوشگوار اور آسان بنانا ہے یہ طالب علموں، محققوں اور نقادوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

حواشی:

۱۔ گیان چند جین، (مقالہ)، خدائے تدوین، مشمولہ: رشید حسن خان کچھ یادیں کچھ باتیں، مرتبین: ڈاکٹر محمد آفتاب اشرف، جاوید رحمانی، انڈیا: مکتبہ الحرا، ۲۰۰۸ء، ص: ۶۴

۲۔ ایضاً، ص: ۶۷

۳۔ رشید حسن خان، (مرتب)، فسانہ عجائب، لاہور: نقوش، ۱۹۹۰ء، ص: ۵۹

۴۔ نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر، فسانہ عجائب پر ایک نظر، (مقالہ)، مشمولہ: طلوع افکار، فروری مارچ، کراچی: ۱۹۹۵ء، ص: ۳۱

۵۔ نیر مسعود، ڈاکٹر، فسانہ عجائب، مرتبہ: رشید حسن خان، مشمولہ: رشید حسن خان کچھ یادیں کچھ باتیں، ص: ۶۷

۶۔ گیان چند جین، خدائے تدوین، مشمولہ: کتاب نما، خصوصی شمارہ، رشید حسن خان حیات اور ادبی خدمات، دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۷